Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 33, Sr.No.87, 2012, pp 89 - 98

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۳، اپریل۔جون ۲۰۱۲ء، شمارہ ۸۷

عساکر پاکستان کی نثری خدمات

طاہرہ سرور ☆

Abstract:

This article "Usakar-e-Pakistan Ki Nasri Khidmaat" is based on those military men who have composed a great deal of literary works besides accomplishing their professional responsibilities. These writers have ventured in all the genres of literature. The intellectual endeavours of these Literary figurers from Pakistan Army deserve to be recognized. In this article, the works of these prose writers are evaluated to determine their importance in Urdu literature.

اُردو ادب کی طویل روایت پر محض سرسری سی بھی نظر ڈالی جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ عساکر اور ادب کا تعلق ہمیشہ سے بڑی مضبوطی کے ساتھ برقرار رہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے معروف شعرا مثلاً امیر خسرو، ظہور الدین حاتم، جعفر زٹلی، شاکر ناجی، سراج الدین خاں آرزو، میر تقی میر، میر سوز، قائم چاند پوری، سعادت یاں خاں رنگین اور دیا شنکر نسیم سپاہی پیشہ ہی تو تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران میں بھی ہمارے اُردو ادب کے بیشتر شعرا فوج سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ ان میں وقار انبالوی، حاجی لق لق، ن۔م راشد، فیض احمد فیض، مرزا محمود سرحدی، صحرائی گورداسپوری اور منیر نیازی وغیرہ کے نام کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ظفر ہاشمی،

☆ شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

باقی صدیقی، سید ضمیر جعفری، رحمان کیانی، جنرل محمود الحسن، جنرل خالد محمود عارف، زلفی سید، دل نواز دل، محمد افضل گوہر، خالد مصطفیٰ، یعقوب فردوسی، شہزاد نیر، فیصل ندیم فیصل، سید مقبول حسین اور بے شمار دیگر عسکری شعرا نے اُردو شعر و سخن کے دامن کو نہ صرف وسیع کیا بلکہ اسے ندرت و جدت عطا کی۔

افواجِ پاکستان کے باوردی شعرا نے بے شمار اور بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جملہ اصناف سخن، غزل، نظم، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، رباعی، پیروڈی وغیرہ سے اُردو ادب کے دامن کو مالا مال کیا ہے۔ نثر کے میدان میں بھی فوجی قلم کار کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ ناول، افسانہ، آپ بیتی، خاکہ، سفرنامہ، تاریخ، کالم نویسی، ترجمہ غرض یہ کہ ادب کی شاید ہی کوئی جہت ایسی ہو جہاں انہوں نے اپنی روشنائی سے چراغ روشن نہ کیے ہوں۔

حربی و جدلی موضوعات پر لکھنے والے عسکری دانشوروں میں میجر جنرل محمد اکبر خاں رنگروٹ کا نام ہر لحاظ سے لائق توجہ ہے۔ انہوں نے دفاع اور اسلامی طریق جنگ کے گراں قدر موضوعات پر مبنی معلومات کو تخلیق و تحقیق کا حصہ بنا دیا ہے۔ ان کے خیال میں ہمارے دفاع کے اصل محرکات، حضرت محمد ﷺ کے وہ غزوات مبارک ہیں جنہوں نے اسلام کو مستحکم اور زندہ جاوید بنا دیا۔ محمد اکبر خاں نے اپنے سینتیس سالہ فوجی مشاہدات و تجربات کا نچوڑ اپنی معروف کتاب ''ہمارا دفاع'' میں پیش کیا ہے۔

دفاعی اور تاریخی موضوعات پر لکھنے والوں میں بریگیڈیئر گلزار احمد کا نام بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے اصناف نثر میں مثلاً آپ بیتی، اسلامی تاریخ، سفرنامے، تراجم اور اسلامی فلسفہ جنگ میں تحریر کی شمشیر کے جوہر دکھائے ہیں۔ گلزار احمد کی ''یاد ایام'' بظاہر ان کی آپ بیتی ہے مگر اس میں انہوں نے اپنی ذات سے زیادہ عام سپاہی کی فوجی زندگی کی عکاسی کی ہے۔ ان کی ایک اہم کتاب ''دفاع پاکستان کی لازوال داستان'' ہے جو ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ سے متعلق ہے یہ کتاب عسکری ادب میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ گلزار احمد نے تاریخ اسلامی کے مختلف موضوعات پر

قابل اہمیت تصنیفات رقم کی ہیں۔ان کی کتاب ''جہاد'' کے مطالعے سے اسلامی فن حرب کی برتری نمایاں طور پر سامنے آتی ہے۔ بریگیڈیئر گلزار احمد نے اپنی متنوع تخلیقات سے اُردو ادب میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔

عسکری نثر نگاروں میں ایک نام کسریٰ منہاس کا بھی ہے۔ وہ نہ صرف نظم و نثر کے میدان کے شہسوار ہیں بلکہ فن تاریخ گوئی میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ان کی واحد نمائندہ کتاب ''فن تاریخ گوئی'' ہے جس میں انہوں نے تاریخ گوئی کے تمام اسرار و رموز کو اتنی خوش اسلوبی اور چابکدستی سے اجاگر کیا ہے کہ یہ خشک موضوع گل تر کی طرح کھلا کھلا لگنے لگتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل مختار احمد گیلانی اور لیفٹیننٹ کرنل غلام جیلانی خان بھی حلقہ ادب میں بالعموم اور عسکری تاریخ میں بالخصوص ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔مختار احمد گیلانی نے نہ صرف دوسری عالمگیر جنگ میں برما کے محاذ پر اپنی عسکری توانائیوں کا اظہار کیا بلکہ تینوں پاک بھارت جنگوں میں بھی داد شجاعت دے چکے ہیں۔انہوں نے بھی محمد اکبر خاں رنگروٹ کی طرح اپنی تصنیفات میں اسلامی جنگوں کے نشیب و فراز کا گہرا مطالعہ پیش کیا ہے۔

اسی طرح لیفٹیننٹ کرنل غلام جیلانی بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔''اقبال کے عسکری افکار''، ''پنجاب رجمنٹ کے جانباز'' اور ''پاک فوج میں اُردو کا نفاذ'' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔علاوہ ازیں ترجمے کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔

ہمارے عسکری دانشوروں نے مزاح کے میدان میں بھی بڑا نام پیدا کیا ہے۔اس سلسلے میں جنرل شفیق الرحمٰن، بریگیڈیئر صدیق سالک، میجر سید ضمیر جعفری، کرنل محمد خان، کرنل مسعود احمد، لیفٹیننٹ کرنل صولت رضا، کرنل اشفاق حسین اور میجر اسد محمود خان کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔

جنرل شفیق الرحمٰن نے مزاح کے میدان میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ان کا مزاح محض مذاق کی

حیثیت نہیں رکھتا بلکہ اس میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہرے احساس سے بھرپور تجزیہ ملتا ہے۔ شفیق الرحمٰن ایک ہمہ جہت ادیب ہیں۔ ادب شناسوں کا ایک طبقہ انہیں شگفتہ افسانہ نگار قرار دیتا ہے۔ دوسرے کا کہنا ہے کہ وہ ایک شستہ مضمون نگار ہیں جب کہ فنی تجزیہ نگاروں کے ایک وقیع حلقے کی رائے میں وہ صرف اور صرف مزاح نگار ہیں۔ درحقیقت شفیق الرحمٰن ان گنے چنے تخلیق کاروں میں ہیں جن کی فن کارانہ مہارت اور تخلیقی بہاؤ کے آگے ہیت وصنف کا امتیاز بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ ان کا سیلِ تخلیق فن کے جامد حدود وقیود کا بند توڑتا ہوا بے باکانہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ ادب کے ناقد صنف وہیئت کے حدیں تلاش کرتے رہ جاتے ہیں اور ان کی فن کارانہ عظمت آگے بڑھ کر تخلیقی آفاق پر جگمگ جگمگ کر رہی ہوتی ہے۔ شفیق الرحمٰن نے ''دجلہ'' لکھا تو حمید قیصر نے اسے ان کی تصانیف کی فہرست بناتے ہوئے ''ناولٹ'' کے زمرے میں درج کیا۔ اس کے برعکس ڈاکٹر فوزیہ چودھری نے اپنی کتاب ''نقدِ ظرافت'' (اُردو طنز ومزاح کے پچاس سال) میں دجلہ کو ''سفرنامہ'' قرار دیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ سفرنامہ سفرنامے کے اس چلن سے ہٹ کر ہے جو ہمارے ہاں رائج ہے۔ اس میں غیر ملکی مناظر اور افراد کو نئے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شفیق الرحمٰن صاحب اسلوب ہیں اور اپنے اس خاص اسلوب کے تحت مسکراہٹوں، شگفتگیوں اور لطافتوں کے توسط سے تخلیقی آسودگی کی ایک ایسی فضا قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو صرف اور صرف انہی کا حصہ ہے۔ اس تمام کچھ کے باوجود یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ شفیق الرحمٰن کا مجموعی تخلیقی مزاج مزاح سے الگ ہو کر کچھ نہیں ہے اور یہی وہ حوالہ ہے جو اُردو ادب کی روایت وتاریخ میں تادیر ان کے ساتھ چلے گا۔ اُردو کے مزاحیہ اور فکاہیہ ادب میں ان کی قدر ومنزلت ایسی ہی ہے جیسی کہ انگریزی کے شگفتہ نگار ادیب سٹیفن لیکاک کی ہے۔

میجر سید ضمیر جعفری ایک صاحب طرز ادیب اور صاحب اسلوب شاعر ہیں۔ ہر چند بنیادی اعتبار سے وہ ایک مزاحیہ شاعر کے طور پر شہرت عام اور مقامِ دوام پر متمکن ہیں تاہم ان کی نثری تخلیقات

بھی موضوع کی وسعتوں اور اسلوب کی جدتوں کے نو بہ نو امکانات سے مزین ہیں۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے بعد اُردو ادب کے دیگر شعبوں میں جس طرح سرعت سے انقلاب برپا ہونا شروع ہوا اور اس نے تیزی کے ساتھ کامیابیوں کے زینے طے کرنے شروع کیے اور آج مجموعی طور پر شعر و ادب جس بلند سطح پر نظر آتا ہے، سید ضمیر جعفری کا مزاح ایک قدم بھی اس سے پیچھے نہیں ہے اور مکمل طور پر شانے کے ساتھ شانہ ملائے نظر آتا ہے۔ سید ضمیر جعفری کے فکاہی مضامین کا ایک مجموعہ ''اڑتے خاکے'' اپنی شگفتگی، تر و تازگی اور برجستگی میں اپنا جواب آپ ہے۔ یہ ایک ایسی سدا بہار خاکہ نگاری ہے جو ہمیشہ بے خزاں رہے گا۔ جو بے ساختہ مسکراہٹ سید ضمیر جعفری کے چست فقروں میں پائی جاتی ہے اس کا بدل ان کے معاصر مزاح نگاروں میں شاید ہی مل سکے۔ زعفران نگاری کی یہ کیفیت سید ضمیر جعفری کی دیگر کتابوں میں بھی اسی لطافت اور ظرافت کے ساتھ حرف و حکایت کو گل و گلزار بنائے ہوئے نظر آتی ہے۔

کرنل محمد خان اُردو مزاح کا ایک ممتاز اور منفرد نام ہے۔ یہ وہ نام ہے جس نے حرف اول ہی سے حرف آخر کی شہرت حاصل کی۔ ان کی کتاب ''بجنگ آمد'' اُردو کے مزاحیہ ادب میں ایک خاص موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کرنل محمد خان ان خوش نصیب مزاح نگاروں میں سے ہیں جن کی پہلی ہی کتاب حوالہ کے درجے تک جا پہنچی اور اُردو مزاح نگاری کی روایت میں سنگ میل تصور ہونے لگی۔ ''بجنگ آمد'' کے بعد کی تخلیقات ''بہ سلامت روی'' اور ''بزم آرائیاں'' اگرچہ مقبولیت کی ان بلندیوں کو نہ چھو سکیں۔ جہاں ''بجنگ آمد'' کی فتح کا پھریرا لہرا رہا ہے تاہم وہ بھی اپنے اپنے مقام پر مسرت کشید کرنے کے اس درجے پر ہیں جنہیں اہمیت دیئے بغیر آگے بڑھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ کرنل محمد خان کا اختصاص یہ ہے کہ وہ زندگی کی میکانکی ناہمواریوں کو ایسے پیار سے گدگداتے ہیں کہ ان سے بے طرح قہقہے ابلنے لگے ہیں۔ ''بجنگ آمد'' اور ''بسلامت روی'' میں ان کا مزاح فضا میں تجلی کی طرح برآمد ہوتا ہے اور ہر دیکھنے والی آنکھ پر حیرتوں کے انوکھے منظر کھول دیتا ہے۔ ''بزم آرائیاں'' میں اگرچہ ان کے فن پر جمود کی سی کیفیت کا

گمان ہوتا ہے تاہم وہ بھی ان کی خوش فکری ساجی بوالعجب یوں سے شگفتگی برآمد کرنے کے ہنر کے خوب صورت ترین مظاہرے کرتی دکھائی دیتی ہے۔

صدیق سالک بھی شگفتہ نثر لکھنے والوں میں سرفہرست ہیں۔ان کی پہلی تصنیف ''ہمہ یاراں دوزخ'' کا اسلوب نہایت شگفتہ ہے۔ان کے دوناول ''پریشر ککر'' اور ''ایمرجنسی'' اگرچہ سنجیدہ ناول ہیں تاہم ان میں بھی کہیں کہیں مزاح کا عنصر موجود ہے۔''تا دمِ تحریر'' صدیق سالک کی خالص مزاحیہ کتاب ہے جو اُردو مزاحی ادب میں ایک امتیازی قدر کی حیثیت سے اپنی پہچان ہے۔اُن کی یہ ظرافتی کاوش مزاحیہ ادب کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ان کی شگفتہ طرازی سحر طرازی کو پہنچی ہوئی ہے۔ان کی چونچالی اور شوخ مزاجی اپنے عہد کی ستم گاریوں کا پردہ چاک کر کے رکھ دیتی ہیں۔صدیق سالک بے مزہ بات میں ایسی فکاہی چاشنی بھر دیتے ہیں کہ لب چٹخارے لینے شروع کر دیتے ہیں۔سالک کا مزاح بلاشبہ قاری کے دل کو چھو لینے کا ہنر جانتا ہے۔

کرنل مسعود احمد، لیفٹیننٹ کرنل صولت رضا اور کرنل اشفاق حسین کی کاوشوں نے بھی مزاحیہ ادب میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔''قلم اور کوڑے'' کرنل مسعود احمد کی مزاحیہ تحریروں پر مشتمل تصنیف ہے۔مصنف نے اس کتاب میں زندگی کے عام مسائل پر قلم اُٹھایا ہے۔صولت رضا کی تصنیف ''کاکولیات'' پاکستان ملٹری اکیڈمی، کاکول میں ایک جنٹلمین کیڈٹ کی آپ بیتی ہے۔مصنف نے اس میں نہایت شگفتہ اور شائستہ طریقے سے اکیڈمی کی سیر کرائی ہے۔بے ساختہ اندازِ بیان، اشعار اور جملوں کا برمحل استعمال ان کے اسلوب کی خوبیاں ہیں۔کرنل اشفاق حسین کی کتاب ''جنٹلمین بسم اللہ'' بھی اسی سلسلے کی ایک دلآویز کڑی ہے۔یہ بھی فوجی تربیت اور فوجی زندگی سے جنم لینے والے مزاح کی ایک اچھوتی اور پرکشش کاوش ہے۔نئے لکھنے والوں میں میجر اسد محمود خان کی تصانیف بھی عسکری مزاح نگاری کے حوالے سے مسرت بخشتی اور نئے نئے پہلوؤں کو سامنے لاتی ہیں۔''کاکول پریڈ'' اور ''لاف

ٹین'' ان کی اہم کتابیں ہیں جو فوجی زندگی کی یاداشتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ یاداشتیں خوش طبعی عناصر کی ہمہ رنگی سے بھرپور ہیں جو دل میں سرور بھرتی چلی جاتی ہیں۔

عسکری دانشوروں میں جنرل عبدالقیوم کے حرف و معنی کے کمالات قابلِ توجہ مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''فکر و خیال'' جو کہ کالموں کا مجموعہ ہے، میں ایک محبِ وطن پاکستانی کا موقف پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک پاکستان کا مفاد ہر چیز پر مقدم ہے۔ عمیق مشاہدہ، بہترین اسلوب، نظریاتی اساس اور حالاتِ حاضرہ پر کامل واقفیت سے گہری نظر ان کے کالموں کی ایسی خصوصیات ہیں جنہیں صحافتی و ادبی تاریخ کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکی۔

ناول نگاری کے حوالے سے انفنٹری کے کرنل عمر شبیر اور میڈیکل کور کے کرنل ابدال بیلا اہمیت رکھتے ہیں۔ کرنل عمر شبیر کا ناول ''منزل'' ہر طبقہ فکر اور ہر خطہ ارضی کے مسلمانوں کے لیے بالعموم اور پاکستان کے باسیوں کے لیے بالخصوص مشعلِ راہ ہے۔ یہ ناول پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ مصنف کو جو منزل ملی ہے وہ ملتِ اسلامیہ کو اسی منزل کا راستہ بتانا چاہتے ہیں اور وہ منزل دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایک صحیح معاشرے کا قیام ہے۔ مصنف کا دوسرا ناول ''گرج'' بھی ''منزل'' کی طرح پڑھنے والے کے دل، دماغ اور روح پر براہِ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ عمر شبیر اس ناول کے ذریعے پیغام دیتے ہیں کہ محمد ﷺ کے نافذ کردہ نظامِ زندگی میں سب داخل ہو جائیں تاکہ لازوال پاکیزہ مسرتوں کے مالک بن سکیں۔

کرنل ابدال بیلا کا ناول ''دروازہ کھلتا ہے'' ایک ضخیم ناول ہے۔ اس میں کئی کہانیوں کو ایک عشقیہ کہانی کے دو کرداروں ''میں'' اور ''تم'' کے تار میں پرو کر پیش کیا گیا ہے۔ ناول میں عشق و محبت کی کئی کہانیاں ہیں جنہیں ابدال بیلا نے ''میں'' اور ''تم'' کی عشق کہانی سے باندھا ہے۔ ابدال بیلا کے افسانے بھی اُردو ادب میں اہمیت رکھتے ہیں۔

ترجمے کے حوالے سے عسکری ادبا، نے بہت کام کیا ہے۔ اس ضمن میں سگنلز کور کے کرنل مسعود اختر شیخ اور کرنل محمد ساجد بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ کرنل مسعود اختر شیخ نے ترک ادیبوں کی کہانیوں کو اُردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ وہ ۱۹۶۳ء سے لے کر اب تک ترکی زبان کے صفِ اول کے ترجمان چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے دوسو سے زائد افسانے، نظمیں، ناول، ڈرامے ترکی زبان سے اُردو، انگریزی اور پنجابی میں ترجمہ کرکے پاکستانی قارئین کو مشہور ترک ادیبوں سے متعارف کرایا ہے۔

کرنل محمد ساجد کے تراجم بھی ترجمے کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے نوبل انعام یافتہ ادیبوں اور شہرہ آفاق عالمی ادیبوں کے بہترین اور یادگار افسانوں کو اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

تعلیمی اور ادبی خدمات کے حوالے سے بحریہ اور فضائیہ سے وابستہ شخصیات بھی اہم مقام رکھتی ہیں۔ بحریہ کے لیفٹیننٹ کمانڈر سید انور، افسانہ نویسی کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے افسانوی مجموعے ''آگ کی آغوش میں''، ''منزل کی طرف'' اور ''سورج بھی تماشائی'' ترقی پسند نظریات کی خوب صورت عکاسی کرتے ہیں۔ انور کے افسانوں میں سیاسی، مذہبی اور معاشرتی بے انصافیوں کے پہلو بہ پہلوان کے ردعمل میں پیدا ہونے والی معاشرتی جدوجہد کا رنگ اور جنس، غرض یہ کہ ہر طرح کے موضوعات ملتے ہیں۔ اسی طرح کموڈور سید شہاب حامد ہاشمی اور کیپٹن ارشد محمود کی تخلیقات شگفتہ نثر کے حوالے سے تحسین وتعریف کی حقیقی طور پر حق دار ہیں۔ تحقیق وتنقید کے میدان میں کمانڈر مزمل یٰسین صدیقی شہرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں ''تاریخ سلطنت مسلمانان روس''، ''سلطنت عثمانیہ کی سیاسی تاریخ'' اور ''فلسطین کا المیہ'' میں اسلامی تاریخ کو موضوع بنا کر کئی ایک ایسے ابواب کھولے ہیں جن پر نہ تو عام تاریخ نگار کی نظر پڑی اور نہ ہی مذہبی محققوں کی ژرف نگاہی کی ان تک رسائی ہوسکی۔

فضائیہ کے گروپ کیپٹن سید فیاض محمود سے اہل علم وادب بخوبی واقف ہیں۔ وہ پاک فضائیہ کے شعبۂ تعلیم کے ناظم کے منصب سے سبکدوش ہوئے۔ بعدازاں جامعۂ پنجاب کے شعبۂ ادبی تاریخ سے منسلک رہے۔ ادبی تاریخ کی چند جلدیں ان کی زیرنگرانی تصنیف وتالیف اور ترتیب کے مراحل سے گزریں۔ ''تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان وہند'' کے حوالے سے فیاض محمود نے جملہ ادبیات کا تقابلی نقشہ تیار کیا۔ اس کے علاوہ ہر صدی کا سیاسی، فکری، معاشرتی، ثقافتی اور ادبی پس منظر مختصراً تحریر کیا۔ فیاض محمود اپنی ادبی سرگرمیوں کے ابتدائی دور میں افسانے بھی لکھا کرتے تھے۔ اُردو، انگریزی ادب، تاریخ، تعلیم، نفسیات، فنِ مصوری، خطاطی اور دیگر علوم پر ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔

تحقیق وتنقید کے میدان میں ظفرعلی سید کا نام بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ''تنقید کی آزادی'' میں شامل مضامین مظفرعلی سید کی تنقیدی بصیرت، تجربے اور گہرے مشاہدے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ تحقیق وتنقید کے اعلیٰ معیار پر انہوں نے ملک بھر کے دانشوروں سے بھرپور داد وصول کی۔

فضائیہ کے دیگر اہم نثر نگاروں میں سارجنٹ عنایت اللہ، سراج الدین ظفرؔ، سکواڈرن لیڈر کنور ارشاد احمد گروپ کیپٹن نیاز احمد صوفی، سکواڈرن لیڈر عثمان خاور، چیف ٹیکنیشن محمد رفیق شہزاد ادبی حوالے سے شہرت رکھتے ہیں۔ عنایت اللہ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے عسکری تاریخ کے علاوہ بے شمار افسانے بھی لکھے۔ عثمان خاور اپنے سفرنامہ ''ہریالیوں کے دیس میں'' کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں جو اُردو کا بہترین سفرنامہ ہے۔ محمد رفیق شہزاد شہیدوں کا تذکرہ لکھنے کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کی مشہورس کتاب ''فضائی سرفروش'' ہے جس میں پاک فضائیہ کے شاہینوں کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔

فوج سے وابستہ بیشتر نثر نگار ایسے بھی ہیں جن کی اب تک کوئی کتاب تو منظرعام پر نہیں آئی تاہم ملک کے موقر رسائل وجرائد میں ان کی تحریریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ چند اہم نثر نگاروں میں

بریگیڈیئر سید کرار حسین، بریگیڈیئر خالد نذیر، بریگیڈیئر ایس ایم سبطین جعفری، کمانڈر فراست علی، کمانڈر جمیل اختر، کرنل سیف اللہ، کرنل سرفراز نعیم، کرنل سید جی بی شاہ بخاری، لیفٹیننٹ کرنل عبدالرحمٰن جامی، لیفٹیننٹ کرنل صالح نصر سعدی گیلانی، لیفٹیننٹ کرنل محمد اطہر سلطان، لیفٹیننٹ کرنل طاہر حسین شاہ، لیفٹیننٹ کرنل حمید سرور، لیفٹیننٹ کرنل عامر رضا، لیفٹیننٹ کرنل کامران سعادت، لیفٹیننٹ کرنل گل افسر خان، لیفٹیننٹ کرنل سعید اقبال، لیفٹیننٹ کرنل محمد آصف جمال خان، لیفٹیننٹ کمانڈر شجاعت حسین، لیفٹیننٹ کمانڈر ثاقب حسین، لیفٹیننٹ کمانڈر شکیل احمد شیخ، میجر سراج احمد، میجر ڈاکٹر ظہیر احمد گل، میجر آصف جہانگیر راجہ، میجر محمد محمود خان، میجر سید امین علی گیلانی، میجر نعیم ارمغان، میجر محمد اکرم رضا، میجر نعیم صفدر، میجر شہباز احمد، میجر محمد علی، میجر سجاد حسین، میجر نوید الطاف، میجر عاصم حسین، سکواڈرن لیڈر عطا محمد، کیپٹن شاہد عمران، کیپٹن نعمان عدیل، کپٹین محمد انصار، کیپٹن امجد علی اکرام، کیپٹن نورشیر خان، کیپٹن محمد عثمان، کیپٹن بالاچ بلوچ، سب لیفٹیننٹ خالد محمود، سب لیفٹیننٹ محمد تسعین آفاق، لیفٹیننٹ محمد داؤد نیازی، لیفٹیننٹ محمد وقاص، لیفٹیننٹ ہمایوں شاہد، صوبیدار غلام حسن، نائب صوبیدار محمد ہارون، سگنل مین عمران، لانس نائیک سجاول خان، لانس نائیک طارق نعیم وغیرہ شامل ہیں۔

مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عساکر پاکستان نے اپنے فرائض منصبی کے انجام دہی کے ساتھ ساتھ، اُردو ادب کے لیے بھی ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ خدمت در خدمت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اس ادب کو اُردو ادب کی کوئی بھی تاریخ آسانی کے ساتھ نظر انداز نہیں کرسکتی۔ نہ صرف نظر انداز نہیں کرسکتی بلکہ اس کے تحت عساکر پاکستان کی تخلیقی عظمت بھی اُسی طرح دنیا کو اپنی جانب متوجہ کرتی رہے گی جس طرح پاکستان کا پرچم دنیا کو اپنی جانب متوجہ رکھتا ہے۔ مزید برآں اگر ادبی تجزیہ نگاری کو قومی جذبے کی عینک سے بھی دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے عسکری ادب، ادبی دنیا میں اسی مقام ممتاز پر جلوہ فگن نظر آنے لگے گا جس طرح تمغوں کی دنیا میں نشان حیدر ہے۔